چناچہ ہسپتال جا کر عیادت کا فریضہ سرانجام دیا۔ متعدد نوجوان علماء وطلباء نے خون کے عطیے پیش کیے، سکردو میں مقیم احباب نے آپ کے آرام وسکون کا پورا پورا خیال رکھا ڈاکٹروں نے خون کی کمی اور معدہ کی خرابی کا سبب بتا کر آپ کو پنڈی C.M.H منتقل کیا تو آپ کا برادر حاجی عبدالصمد آپ کو پنڈی لے گیا۔ ان کی معیت میں آپ کی خدمت کے لئے مولانا یعقوب عزیز اور مولانا عبدالرشید صدیقی بھی تھے۔ ایک ماہ تک C.M.H میں علاج ہوتا رہا۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ پھر آپ غواڑی آئے۔ چونکہ آپ انتہائی کمزور ہو چکے تھے اور اٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور تھے اس لئے راقم کے والد صاحب آخری سانس تک آپ کی خدمت کرتے رہے۔ لیکن اتنے ضعف اور نقاہت کے باوجود آپ کے حواس آخر تک ٹھیک رہے۔ والد صاحب کی خدمت دیکھ کر آپ ہمیشہ ان کے لئے دعا کرتے کہ ''مولا کریم عبدالصمد کو جزائے خیر دے اس کے مال واولاد اور رزق میں برکت ڈال دے۔''

وفات سے ایک روز قبل مولانا اسماعیل سے پوچھ رہے تھے ''کب آئے ہو؟ اسحاق صاحب نے کوئی کتاب نہیں بھیجی؟'' بالآخر علم وادب کا آفتاب 31 دسمبر 2000 کو شب ساڑھے آٹھ بجے اچھی علامات کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

اگلے روز جامعہ دارالعلوم کے مہمان خانے میں آپ کا جسد خاکی آخری دیدار کے لئے رکھا ہوا تھا۔ آپ کی وصیت کے مطابق موضع غواڑی کے مشہور قبرستان میں مفتی کریم بخش کے مزار مبارک سے چند گز کے فاصلے پر اور مولانا عبدالرحمن خلیق کے پہلو میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

زندگی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی ترا سفر

قسط 6

جامعہ دارالعلوم بلتستان تاریخ کے آئینے میں

ابوعبداللہ عبدالرحیم روزی

☆ تأثرات آفیسران علاقہ:

تیسرا ناظم اعلی حاجی خلیل الرحمان علیہ الرحمۃ جس طرح علماء وفضلاء اور عوام میں قدر واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، اسی طرح آپ کی پرکشش شخصیت کا اثر علم دوست آفیسران پر بھی تھا۔ دارالعلوم اور عوام الناس کی مصلحت کے پیش نظر ان آفیسران سے گہرے روابط ومراسم تھے۔ آپکی دعوت پر دارالعلوم دیکھنے کیلئے علاقے کے حکام بار بار تشریف لاتے تھے، چنانچہ ذیل میں ہم ان آفیسران کے تأثرات نذر قارئین کرتے ہیں:

ا۔ آج بلتستان میں اہلحدیثوں کا واحد دینی ادارہ "دارالعلوم بلتستان غواڑی" دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ دارالعلوم طالب علموں کی دنیاوی ضروریات کو نظرانداز نہیں کرتا، بلکہ اردو اور حساب کی تعلیم بھی دی جانے لگی ہے۔ انہیں چاہئے کہ سائنس کی جماعتیں بھی شروع کرے۔ یہاں دور کے دیہات سے آنے والے طلباء کیلئے مفت رہائش وخوراک کا انتظام ہے۔ سکول کی عمارت بڑی ہے اور لائبریری میں کافی کتابیں موجود ہیں۔ استادوں کو برائے نام تنخواہ ملتی ہے۔

فیض اللہ خان

ایڈیشنل پولیٹیکل ایجنٹ (16 جولائی 1961)

۲۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ ادارہ دارالعلوم غواڑی نہایت خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ بلتی قوم کی گراں بہا خدمت انجام دے رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ادارہ تعمیر ملت بلتستان کی جانب سے اس ادارہ کی خاطر خواہ حوصلہ افزائی نہیں ہوئی۔

وزیر غلام مہدی

آفیسر ترقیات بلتستان سکردو **29-5-62**

۳۔ حاجی صاحب کا مدرسہ کے اجراء سے زیادہ شاندار کام کتب خانہ کا قیام ہے۔ جہاں انہوں نے بلتستان کے طول وعرض سے بڑی بڑی ضخیم اور نایاب کتابیں لاکر جمع کی ہیں، جو اس سے پہلے جھینگروں اور کیڑے مکوڑوں کی غذا بن رہی تھیں۔ یہ قدیم اور نایاب کتابیں شائقین علم وادب کیلئے فن وار ترتیب دیکر محفوظ کی گئی ہیں۔ مجھے حاجی صاحب کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق اس وقت ہوا، جبکہ جنگ آزادی زوروں پر تھا۔ ہم دونوں کو آزاد فوج کیلئے بطور سپلائی آفیسر راشن سپلائی کرنے اور بھیج دینے کا کام اکٹھے کرنا پڑا۔ جس سے ان کی دیانت، صداقت اور قابلیت مجھ پر عیاں ہوگئی۔ اور اسی وقت سے میں ان کا گرویدہ ہوں۔

وزیر غلام حیدر

چیئرمین تحصیل کونسل چھلو

۴۔ مجھے دارالعلوم غواڑی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ کیفیت دیکھ کر مجھے تعجب وخوشی ہوئی کہ بلتستان جیسے دور افتادہ، پسماندہ اور غربت زدہ علاقہ میں اس ادارے کا قیام تقریبا معجزہ ہے۔ جہاں تک دارالعلوم کے مالی وسائل کا تعلق ہے، وہ بہت حوصلہ شکن ہے۔ پاکستان کے اندر ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس ادارے کی مدد کرے۔

انسپکٹر پولیس بلتستان **عبدالحمید خاور**

۵۔ میں نے آج دارالعلوم غواڑی کا معاینہ کیا۔ اس وقت تین مدرس، ساٹھ طلباء اور تین طالبات ہیں۔ مختلف سوالات پوچھنے پر طلباء نے تسلی بخش جواب دیا۔ جب سے یہاں مولانا عبدالقادر تشریف لائے ہیں، تعلیمی حالت بہت اچھی ہوگئی ہے۔ اس شعبہ میں ایک معلّمہ بھی طالبات کو تعلیم دے رہی ہے۔ طلباء کی خوراک ورہائش کا انتظام اگرچہ دارالعلوم کی طرف سے کیا گیا ہے، لیکن یہ اس وقت تک تسلی بخش نہیں ہوسکتا، جب تک دارالعلوم میں خوراک وغیرہ پکانے کا انتظام نہ ہو۔

ایم۔اے ملک

اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ بلتستان 25 جنوری 1962

ان آفیسران کے علاوہ پولٹیکل، تحصیلدار، ڈاکٹر جے لاؤس معرفت برٹش لندن، میاں منظور الحق ڈی ایف او، محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول چھلو وغیرہ آفیسران کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان سب کی تصدیقات وتأثرات کا مضمون دارالعلوم کی پسماندگی، انتظامیہ کے جہد پیہم، خلوص نیت، ترقی وتعمیر کی دعا، لائبریری کے قیام پر خراج تحسین، ومعتدلانہ منہج تعلیم اور تجاویز پر مشتمل ہے۔ ان میں بعض آفیسران کے توسط سے سول سپلائی سکردو سے نمک، مٹی تیل اور چینی رعایتی نرخ پر لینے کیلئے پرچی جاری ہوتی تھی۔

☆ سفارت:

دارالعلوم نے اپنے اخراجات پورا کرنے کیلئے بلتستان وپاکستان میں صدقات وخیرات جمع کرنے کا سلسلہ اپنایا تھا۔ پنجاب کے سفیر مولوی عبدالمنان کریسی مرحوم تھے۔ آپ حاجی خلیل صاحب سے مخیّر حضرات کے پتے لیکر 1958-59 میں پہلی بار باضابطہ طور پر پنجاب تشریف لے گئے۔ انکے حق میں مولانا محمد داؤد غزنوی وغیرہ مقتدر علماء اپنی تصدیقات مجلۃ ''الاعتصام'' ودیگر جماعتی مجلّات میں شائع کرتے تھے۔ (دیکھئے مجلة "الاعتصام" ۱۳ فروری ۱۹۵۹)

مولانا عبدالباقی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: مولانا عبدالمنان صاحب نے پہلی بار مبلغ 1800 روپے چندہ کرکے حاجی صاحب کے سامنے پیش کیا، تو حاجی صاحب اتنے زرکثیر کے حصول پر بطور تشکر سجدہ ریز ہوئے اور رو پڑے۔ اس کے بعد مدت مدید تک مولانا عبدالباقی کے ساتھ مولانا عبدالرؤف صاحب فراہمی چندہ کی بابت پنجاب سفر کرتے رہے۔ ایک بار گیارہ مہینے کے بعد واپس آئے، اور کل مبلغ چار ہزار روپے جمع ہوئے۔ کمالیہ کے قریب ایک دیہات مرسومہ (پتلی) میں مظہر۔ نے مستقل چندہ لگانے کی اپیل کی کہ یہاں آنا جانا آسان نہیں، آپ لوگ اپنے طور پر بھیجا کریں۔ اس پر بستی کے ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نے چارآنے ماہوار چندہ جاری کردیا۔

☆ دارالعلوم کے ذرائع آمدن:

دورِ خلیلی میں دارالعلوم کے ذرائع آمدن یہ تھے:

۱۔ مقامی حضرات کے صدقات، فطرے اور زکاۃ وخیرات وغیرہ۔

۲۔ پاکستان کے مخیّر حضرات کے بذریعہ منی آرڈر تعاون وغیرہ۔

۳۔ دارالعلوم کے اپنے سفراء کے ذریعے حاصل شدہ رقوم وغیرہ۔

۴۔ دارالعلوم کے لئے وقف سے حاصل شدہ زرعی اراضی کی تھوڑی بہت پیداوار بشکل اجناس وغیرہ۔

(تعارف نامہ بابت 1963)